سوال

(468)امام نمازمیں سورۃ الفاتحہ کے شروع میں بسم اللہ جہرًا پڑھے یا سرًا؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعض ائمہ مساجد جہری قرأت والی نمازوں میں سورت الحمد سے پہلے یعنی افتتاح کی صورت میں بسم ا نہیں پڑھتے اور نہ ہی الحمد کے بعد قرأت والی سورت سے پہلے بسم ا پڑھتے ہیں۔ استفسار کی صورت میں، بخاری شریف کا حوالہ دیتے ہیں جب کہ ہمارے اکثر جلیل القدر اہلِ حدیث بزرگ قرأت میں بسم ا بھی جہری آواز سے ہی پڑھتے ہیں۔ اس نئی ایجاد سے مقتدیوں کو سہو بھی ہوجاتا ہے اور نماز کی ترتیب وہیئت میں کمی بیشی کا احتمال بھی رہتا ہے۔ اس لیے مذکورہ بالا سوال کا جواب قرآن و حدیث سے ارشاد فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز میں ''بسم ا '' کے جہر اور عدمِ جہر کے بارے میں روایات کے اختلافات کی بناء پر اہلِ علم کے مختلف اقوال ہیں۔ کچھ لوگ جہر کے قائل ہیں۔ جب کہ دوسرا گروہ عدمِ جہر کا نظریہ رکھتا ہے۔ اوّل الذکر کے قُدوَہ (پیشوا) امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ ثانی الذکر میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا شمار ہوتا ہے۔ تیسرے گروہ نے دونوں طرح جواز کو اختیار کیا ہے۔ ان میں سے شیخ البخاری، امام اسحاق بن راہویہ; ہیں۔ بعد میں امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بھی اسی مذہب کو ترجیح دی ہے۔

اورصاحب ''المرعاۃ'' فرماتے ہیں : 'وَہُوَالرَّاجِحُ عِندَنَا' (۵۹۱/۱)

یعنی ہمارے نزدیک راجح مسلک یہی ہے۔

شیخنا محدث روپڑی رحمہ اللہ فرماتے ہیں : ''بِسمِ اللّٰہِ'' دونوں طرح درست ہے، خواہ سرّی پڑھے یا جہری۔ فتاویٰ اہلحدیث ۱۳۸/۲

اور سرّی پڑھنے کے دلائل سے ''صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے، جس کی طرف سائل نے اشارہ کیا ہے :

'عَن أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ، وَاَبَا بَکرٍ، وَ عُمَرَ کَانُوا یَفتَتِحُونَ الصَّلٰوۃَ بِالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ' صحیح البخاری، بَابُ مَا یَقُولُ بَعدَ التَّکبِیرِ، رقم: ۷۴۳،

اور سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم شیخنا سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبدا بن باز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں :

''وَالصَّوَابُ تَقدِیمُ مَا دَلَّ عَلَیہِ حَدِیثُ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ مِن شَرعِیَّةِ الاِسرَارِ بِالبَسمَلَةِ لِصِحَّتِهٖ، وَصَرَاحَتِهٖ فِی ہٰذِہِ المَسئَلَةِ۔ وَکَونُهٗ نَسِیَ ذٰلِکَ، ثُمَّ ذِکرُهٗ لَا یَقدَحُ فِی رِوَایَتِهٖ۔ کَمَا عُلِمَ ذٰلِکَ فِی الاَصُولِ،

وا مصطلح وَ حمل رِوايَۃُ مَن رَوی الجہر بالبسملۃِ علٰی أنّ النبیّ ﷺ کان یجہر بہا فِی بَعضِ الأحیانِ، لیعلم مَن وَّرائہٗ أنّہٗ یقرأُبہا۔ وبہٰذا تجتمعُ الأحادِیثُ وقد وردت أحادِیث صحیحۃٌ تؤیّدُ ما دلّ علیہ حدِیثُ أنَسٍ مِن شرعیّۃِ الاِسرار بالبسملۃِ'' (واللہُ أعلمُ) حاشیہ فتح الباری ۲/۲۲۹

یعنی مسئلہ ہذا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صحیح اور مصرح ہونے کی بناء پر اس کو مقدم کرنا حق و صواب ہے اور ان کا اس کو بھول کر، پھر یاد کرلینا، روایت میں قادحہ (معیوب) نہیں۔ جس طرح کہ علمِ اصول میں معروف ہے۔ لیکن جس سے جہری ''بسملہ'' مروی ہے۔ وہ اس پر محمول ہے، کہ نبی ﷺ بسا اوقات جہری پڑھتے، تاکہ مقتدی کو اس کی قرأت کا علم ہوجائے۔ اس طرح تمام مختلف روایات میں توفیق اور تطبیق ہوجاتی ہے۔ نیز کچھ اور بھی صحیح احادیث حدیث انس رضی اللہ عنہ کی مؤید ہیں کہ بسملہ سرّی پڑھنی چاہیے۔ (وا أعلم)

واضح ہو کہ اصل قدر و قیمت دلائل کی ہے۔ پھر عمل اسی کے تابع ہونا چاہیے۔ جب کہ جملہ مستندات اسرار (معتبر روایاتِ سرّی) کے مؤید (تائید میں) ہیں۔ لہٰذا میرے نزدیک بھی راجح بات ''بِسمِ اللّٰہ'' کو پوشیدہ پڑھنا ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! حاشیہ کتاب ''صلوٰۃ الرسول ﷺ: ۲۳۶تا۲۳۷، (وا أعلم بالصواب)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ:397

محدث فتویٰ